اتحادِ عالمِ اسلام — ؟

ع — س
ادارہ

روس اور امریکہ کے دو متحارب گروہوں نے آج دنیا کو آتش فشاں پہاڑ کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ سرد اور گرم جنگوں نے ایشیا، افریقہ اور یورپ کو کچھ اسطرح اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔ کہ ظلمتکدہ ظھر الفساد فی البر والبحر کا مصداق بن کر رہ گیا ہے۔ آپ جس ملک پر نظر ڈالیں، جس خطہ کے حالات کا مطالعہ کریں، آپکو معلوم ہوگا کہ مشرق سے لیکر مغرب تک ان گنت بارود خانے ہیں جس میں ہر آن آگ لگنے کا خطرہ درپیش رہتا ہے۔ کہیں دو ملکوں کے درمیان اختلاف کی خلیج روز بروز وسیع ہوتی جارہی ہے کہیں سربراہوں اور عوام الناس کی آپس میں چل رہی ہے۔ غرض ہر چڑھنے والا سورج اپنی شعاؤں میں نت نئے انقلاب کی دعوت لاتا ہے۔ اور جب سورج کی کرنیں شبِ دیجور کی ظلمتوں کے آگے سپر انداز ہوتی ہیں۔ تو کوئی نہ کوئی حکومت اپنا دم توڑ بیٹھتی ہے ——

—— مجھ ڈرتا ہوں عدم پھر آج کہیں بجلی نہ گرے بادل نہ اٹھے ——— آپ نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ بٹیر کہیں کھیت میں ھَل مِن مُبارِز کی دعوت دیتے ہوں۔ لیکن جب وہی بٹیر بٹیر باز کے ہاتھ میں آجائیں تو لڑکر انسان کے ذوقِ تماشا کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ اور روس کی اس بٹیر بازانہ سیاست نے اقصائے عالم کا امن دامان غارت کر رکھا ہے۔ ایک کا اقتدار دوسرے کو نہیں بھاتا۔ چنانچہ دو ہمسایہ ملکوں کے اختلافات کو ہوا دینا امریکہ اور روس کا محبوب مشغلہ بن گیا ہے۔ ادنیٰ مسائل کو پرابلم بنانا انہی طاقتوں کی ڈپلومیسی کا کرشمہ ہے۔ آج تک دنیا کی کسی پیچیدہ گتھی کو سلجھایا کم ہے، اور الجھایا زیادہ ہے۔ سلامتی کونسل ہو یا اقوامِ متحدہ یہ ادارے کیا ہیں، بڑی طاقتوں کی شکارگاہیں ہیں۔ چھوٹی طاقتوں کو پھانسنے کے مختلف پھندے ہیں، جن کے نام اور دعوے تو بڑے ہیں۔ لیکن درشن اور عمل تھوڑے۔ ان اونچی دکانوں کے پھیکے پکوانوں میں جسے یقین نہ آئے وہ قبرص کے در و دیوار سے پوچھ لے۔ کشمیر کے مسئلہ کو کھٹائی میں ڈالنے میں سب سے بڑی ذمہ داری ان ہی اداروں کے سر ہے۔

فلک کج رفتار اور چرخِ جفا پیشہ کی ستم ظریفیوں کا کیا ٹھکانا، جب دانت تھے تو چنے میسر نہ تھے، اور جب چنے میسر آئے تو دانتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، جس صدی میں سید جمال الدین افغانی اتحادِ عالمِ اسلامی کا صور پھونک رہا تھا، اور مفتی محمد عبدہٗ اس درخت کی آبیاری کر رہا تھا، تو عالمِ اسلامی یا تو سو رہا تھا، اور برطانیہ و فرانس کی امرِ بیل

چھائی ہوئی تھی۔ عرب ممالک نیم غلامانہ زندگی بسر کر رہے تھے، پاکستان اور انڈونیشیا برطانیہ و ہالینڈ کی غلامی کے شکنجہ میں گرفتار تھے۔ ترکی یورپ کا مرد بیمار سمجھا جاتا تھا۔ آج بفضل تعالیٰ تمام اسلامی دنیا غلامی کے چنگل سے آزاد اور آزادی کی نعمت سے متمتع ہو رہی ہے۔ لیکن ایسی قیادت کا فقدان ہے جو پورے عالم اسلامی کو جھنجھوڑ بھی سکے اور جوڑ بھی سکے چنانچہ آج اسلامی ممالک ملتے تو ہیں لیکن آپس میں ملتے نہیں، بعض روسی بلاک کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہیں۔ اور بعض امریکن بلاک ڈبیل بنے ہوئے ہیں، کچھ غیر جانبدارانہ پالیسی پر عمل پیرا ہیں، جب ہندوستانی مسلمانوں پر قافیہ حیات تنگ ہوتا ہے۔ اور کشمیر کے مظلوم باشندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں۔ تو تنہا پاکستان سے احتجاجی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ دوسرے اسلامی ممالک ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ قبرص کے صید ترکوں پر یونانی درندے دہانِ آز تیز کرتے ہیں، تو ترکی میدان میں آتا ہے، لیکن عرب ممالک کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، اسی طرح فلسطینی عرب اسرائیلی مظالم کی آماجگاہ بنتے ہیں تو صرف عربوں کے سینے پر سانپ لوٹتے ہیں۔ لیکن ترکی ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم کے مصداق خاموش تماشائی کا پارٹ ادا کرتا ہے ـــــ روس و امریکہ کی ڈپلومیسی سے دنیا جو جہنم زار بن چکی ہے۔ جس میں آگ کے شعلے ہی شعلے ہیں۔ ضرورت ہے کہ دنیائے اسلام ابرِ رحمت بن کر اس آگ سے دنیا کو نجات دلائے۔ ان شعلوں کو بجھانے کا ویسا ہی خوشگوار فریضہ انجام دے، جیسا کبھی دے چکا تھا۔ کیا دنیا صدیوں پہلے قیصر وکسریٰ کے مظالم کی آماجگاہ نہ تھی، کیا خاقان ستمگر و چیش کا ناک میں دم نہیں کر رکھا تھا۔ اس وقت سسکتی ہوئی دنیا کا سہارا اسلام کے سوا کون تھا؟ کس نے ستم زدہ دنیا کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تھا، نسیم اسلام کے خوشگوار جھونکے ہی خزاں دیدہ چمن کی روٹھی ہوئی بہار لوٹا سکتے ہیں۔ لیکن آہ! ؎

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے — اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے

اس سلسلہ میں سب سے بڑی ذمہ داری اس ملک پر عائد ہو سکتی ہے۔ جسے دنیا میں پانچویں بڑی سلطنت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پاکستان بہت حد تک اتحادِ عالم اسلامی کی پالیسی پر گامزن ہے۔ بعض اسلامی ممالک سے مصافحہ اور بعض سے معانقہ کر چکا ہے۔ اسکی حقیقت پسند خارجہ پالیسی نے یہ گوارا نہ کیا، کہ اسرائیل کی حکومت تسلیم کرے۔ اور نہ عرب دنیا کی طرح قبرص کے مظلوم ترکوں سے صرف نظر کا مجرم بنا۔ چنانچہ سترہ روزہ جنگ میں اس کا صلہ بھی پا چکا ہے۔ تمام دنیائے اسلام نے جس طرح کشمیر کے مسئلہ میں پاکستان کے موقف کی تائید کی، وہ عالم اسلامی کے تابناک مستقبل کی غمازی کر رہا ہے۔ اور اس سے اتحادِ عالم اسلامی کے روشن امکانات پیدا ہو چکے ہیں۔ خدا ہمیں توفیق دے۔ اس سلسلہ میں السابقون الاولون کا درجہ پانے کے ہم اہل ہوں۔

لیکن یہ اتحاد کیسے رونما ہو؟ ایسا کرنے میں کیا کیا موانع ہیں۔؟ اور کونسی طاقتیں اس راہ میں روڑے اٹکا رہی ہیں؟ اور اس سلسلہ میں ہمارا طرزِ عمل کس حد تک ممد ہے؟ وغیرہ مختلف سوالات ہیں، جو بار بار گوشۂ دماغ میں ابھرتے اور نہاں خانۂ دل میں پیدا ہوتے ہیں؟ ـــــ اس پر انشاء اللہ کسی دوسری صحبت میں اظہار خیال کیا جائے گا۔ ▲▲▲